اپنے نفسوں کو اور اپنے اہل کو خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ سے بچانے کی کوشش کرو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵؍مارچ ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پہلے آٹھ، دس روز بڑے شدید انفلوئنزا میں گزرے۔ اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ بیماری تو دور ہوگئی ہے کچھ ضعف ابھی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا یہ بھی دور ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم كَآفَّةً لِّلنَّاسِ مبعوث ہوئے یعنی کسی ایک قوم کی طرف یا کسی ایک خطّۂ ارض کی طرف یا کسی ایک زمانہ کی طرف نہیں بلکہ قیامت تک کے سب انسانوں کی طرف آپ کی بعثت تھی اور آپ کی یہ بعثت بشیر و نذیر ہونے کی حیثیت میں بھی تھی۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی صفات ہیں لیکن آپ کی بنیادی صفات اور مقاصدِ بعثت میں بشیر اور نذیر ہونا بھی ہے۔

آپ پر ایمان لانے والے بھی ہیں۔ اُس وقت بھی پیدا ہوئے۔ اُس وقت سے پیدا ہو رہے ہیں۔ آج بھی یہی کیفیت ہے اور آپ کا انکار کرنے والے بھی ہیں۔ آپ کا بشیر اور نذیر ہونا ہر دو کے لئے ہے یعنی آپ نے اپنے ماننے والوں کو بھی ہوشیار کیا اس بات سے کہ ایسی غلطی نہ کر بیٹھنا کہ ایمان لانے کے بعد تمہارے دلوں میں کجی پیدا ہو جائے اور خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے بعد اس کے غضب کے مستحق ہو جاؤ اور جو ایمان نہیں لائے ان کو بھی ہوشیار کیا

کہ ایک عظیم شریعت تمہاری بھلائی کے لئے نازل ہو چکی۔ اس شریعت کے، اس دین کے احکام پر عمل کرو۔

خدا تعالیٰ کی بڑی بشارتیں ہیں تمہارے حق میں۔ اگر تم نہیں سنو گے ان بشارتوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ اگر تم سنو گے اور مانو گے اور عمل کرو گے اور قربانیاں دو گے تو جو انذاری پہلو ہیں ان کا اطلاق تم پر نہیں ہوگا۔ جو بشارتیں ہیں ان کے تم مستحق ہو جاؤ گے۔

قرآن کریم بھرا ہوا ہے انذار سے اور تبشیر سے۔ اس وقت میں اس کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں۔ سورۃ التحریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:۷) اپنے نفسوں کو اور اپنے اہل کو خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ سے بچانے کی کوشش کرو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اَهْلِيْكُمْ کا ایک انذاری پہلو یہ بھی بتایا کہ بعض دفعہ ایک انسان خود تو ایمان رکھتا ہے اپنے دل میں اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور بشارتوں کا مستحق ہوتا ہے لیکن اس کے اہل اس کے لئے فتنہ بنتے اور صراطِ مستقیم سے اسے دور لے جانے والے بن جاتے ہیں۔ اس واسطے کسی ایک شخص کا یہ کہنا کہ میں صراطِ مستقیم پر قائم ہو گیا ہوں، یہ کافی نہیں ہے، یہ اس لئے کافی نہیں کہ جو قریب ترین فتنہ اس کی زندگی میں ہے وہ اس کے گھر میں موجود ہے۔

اس واسطے آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت کرنا ان نسلوں کی بھلائی میں بھی ہے اور اپنی بھلائی بھی یہی تقاضا کرتی ہے کہ انسان فتنے سے اپنے آپ کو بچائے اور خدا تعالیٰ کے غضب سے محفوظ رہنے کی کوشش کرے اور جو پیار اسے حاصل ہوا وہ پیار اسے اور اس کے خاندان کو مرتے دم تک اس دنیا میں حاصل رہے تا خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں گزرنے والی ابدی زندگی کے وہ مستحق بنیں۔

سورۃ التحریم میں ہی نویں آیت میں ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (التحریم:۹) حکم تھا کہ خود اپنے نفسوں اور اپنے اہل کو بچاؤ، ان کی حفاظت کی کوشش کرو اور یہاں وہ طریقہ بتایا گیا (اس آیت میں بشارت ہے) اور اس کی ابتدا یوں ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف خالص رجوع کرو۔ توبہ کرو اور توبہ پر قائم رہو۔ توبہ زندگی کے چند لمحات

کی کیفیت کا نام نہیں۔ تو بہ ساری زندگی کے سارے ہی لمحات کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے، اس کی طرف جھکتے ہوئے، غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے، ندامت سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ عاجزانہ اس سے مغفرت چاہتے ہوئے زندگی گزارنا اس کا نام ہے تو بہ۔ اس کی دو شاخیں ہیں آ گے، عقیدۃً اور عملاً، دونوں اس میں شامل ہیں یعنی خدا تعالیٰ کا عرفان رکھنا اور اس کی عظمتوں اور اس کے نور کو اس کے حسن کو سمجھتے ہوئے اور شناخت کرتے ہوئے اور اس سے دوری کے مضرات کو اور برائیوں کو جانتے ہوئے ان سے بچنے کی کوشش کرنا، یہ عقیدۃً تو بہ ہے یعنی آدمی کا یہ عقیدہ ہو کہ اگر میں خدا سے کٹ گیا اور تو بہ کا تعلق میرا اس سے نہ ہوا تو میں ہلاک ہو گیا لیکن اسلام محض فلسفہ نہیں۔ حقیقی فلسفہ اسلام ہی ہے، اس میں شک نہیں لیکن اسلام محض فلسفہ نہیں۔ یہ تو ہماری زندگی کا ایک حسین لائحۂ عمل ہے جو ہمیں بتایا گیا جس پر چل کر ہماری زندگی خدا تعالیٰ کے نور سے منور ہوتی اور اس کے حسن سے حسن حاصل کرتی ہے۔

تو فرمایا جو حکم ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا اس کا طریق تمہیں بتاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہر آن خالص طور پر کاملتاً رجوع کرتے رہو، اس کا نتیجہ نکلے گا۔ اس مخلصانہ تو بہ کا پہلا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو تمہاری بدیاں ہیں (یہ اس آیت سے میں نے مضمون اٹھایا ہے۔ میں عربی کے الفاظ نہیں دہراؤں گا) ان کو وہ مٹا دے گا تو بہ کے نتیجے میں۔ تمہاری بدیوں کو وہ مٹاتا جائے گا تمہاری زندگی میں۔ انسان ضعیف ہے غلطی کر جاتا ہے لیکن انسان کو متکبر نہیں ہونا چاہیئے کہ سمجھنے لگے کہ میں غلطی نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہر آن اپنے خدا کی طرف رجوع کر کے اس کے حضور تو بہ کرنی چاہیئے اور ہر آن خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کر کے اپنی غفلتوں کو مٹاتے چلے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

تو بشارت یہ دی کہ تو بہ کرو گے تمہاری بدیوں کو مٹا دیا جائے گا۔ یہ منفی پہلو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کا ایک یہ پہلو ہے یعنی صاف کر دی جائے گی زمین بدیوں سے اور دوسرا یہ کہ تمہارے لئے جنت کا سامان پیدا کیا جائے گا۔ قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ جنت دو ہیں۔ ایک اس زندگی کی جنت، ایک مرنے کے بعد کی جنت۔ اس زندگی میں بھی جنت جیسی کیفیات پیدا ہو جائیں گی

تمہارے گھروں میں اور وہ ابدی زندگی جو مرنے کے بعد انسان کو حاصل ہوتی ہے وہ بھی جنتی زندگی ہوگی۔ جنت سے باہر خدا تعالیٰ کے غضب کی جہنم میں رہنے والی زندگی نہیں ہوگی۔

تیسرے اس بشارت والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ہر بدی رسوائی ہے، بے عزتی ہے اور سب سے بڑی رسوائی وہ ہے جو حقارت کی نگاہ انسان دیکھے اپنے لئے اپنے رب کی آنکھ میں۔ یہاں فرمایا اللہ اپنے نبی کو رسوا نہیں کرے گا، نہ ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے۔یعنی ہمارے لئے یہ بشارت دی گئی یہاں کہ جس عزت کے مقام پر النّبی کو رکھا جائے گا اس کی معیت میں، اس کے ساتھ ہی توبہ کرنے والے مومنوں کو رکھا جائے گا۔

اور چوتھی یہاں یہ بات بتائی کہ ان کا نور ان کے آگے آگے بھی بھاگتا جائے گا اور دائیں پہلو کے ساتھ بھی۔ یہاں یہ بتایا کہ جو عقیدۃً اور عملاً توبہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلتے اور ایسے اعمال بجالاتے ہیں جن میں کوئی ملاوٹ اور کھوٹ نہیں ہوتا، جن میں کوئی ریا اور تکبر نہیں ہوتا، جن میں کوئی دکھاوا نہیں ہوتا بلکہ سارے کے سارے اعمال اللہ تعالیٰ کے پیار کے چشمے سے ابلتے ہوئے باہر آتے ہیں اور خدا کے نزدیک مقبول ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایک نور عطا کرتا ہے۔

یہ جو نور عطا کیا جاتا ہے یہ خود ایک لمبا مضمون اسلام میں بیان ہوا ہے۔ایک پہلو اس کا یہ بھی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی فراست سے ڈرتے رہا کرو نورِ فراست دیا جاتا ہے اسے۔

بہر حال ایک نور مومن کو عطا ہوگا اور یہ نور جو ہے یہ محض حال کو یعنی جو آج کا وقت ہے صرف میری زندگی کے، آپ کی زندگی کے ’’آج‘‘ کو روشن کرنے والا نہیں ہوگا بلکہ آگے آگے بھاگتا جائے گا یعنی مستقبل کو بھی منور کرنے والا ہوگا اور اس نور کے نتیجے میں دائیں طرف بھی روشن ہوگی (’’دایاں‘‘ دین اسلام کی طرف اشارہ کرتا ہے) یعنی صحیح میلان دین کی طرف پیدا کرے گا یعنی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا حوصلہ بھی دے گا اور عزم بھی دے گا اور توفیق بھی دے گا۔ مستقبل روشن ہوگا۔ دین کی طرف میلان قائم رہے گا اور خاتمہ بالخیر ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ۔

اور آخر میں یہ بتایا کہ ان کی مقبول دعا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرے گی۔ انہیں یہ دعا کرنے کی توفیق ملے گی کہ (’کہ‘ کے بعد میں ایک اور فقرہ بیچ میں لانا چاہتا ہوں۔ کوئی انسان جتنی مرضی رفعت حاصل کرلے وہ انتہائی رفعت تک نہیں پہنچتا۔ اس لحاظ سے اس میں نقص اور کمال کی کمی رہتی ہے۔ تو ان کو اس دعا کی توفیق ملے گی کہ) اے خدا! ہمارے نور کو اور بھی کامل کر اور یہ دعا ان کی قبول کی جائے گی اور ان کا نور ’’کمال‘‘ سے ’’کمال‘‘ کی طرف بڑھتا چلا جائے گا اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے سایہ میں حفاظت اور تقویٰ کی زندگی گزاریں گے اور خدائے قدیر کی عظیم قدرتوں کے جلوے ان کی اس زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ان پر ظاہر ہوتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس گروہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

کچھ دوست باہر ہیں اور شاید بوندا باندی بھی شروع ہوگئی ہے یا ہو جائے گی، ان کے لئے اندر جگہ بنانے کی کوشش کریں۔ میں نمازیں موسم کی وجہ سے جمع کراؤں گا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۸؍مارچ ۱۹۸۲ء صفحہ ۲ تا ۴)